(غلام گردش)

ٹرمپ ہنس رہا ہوگا!

ڈونلڈ ٹرمپ نے انتخابی مہم کے آغاز میں چار اعلانات کیے۔ اعلانات کے اندر فتح کے بیج موجود تھے۔ 16 جون 2015 کے سیاسی دعوے بظاہر عوامی توقعات کے منافی نظر آ رہے تھے مگر حقیقت بالکل اسکے برعکس تھی۔ ٹرمپ کا سیاسی تجربہ صفر تھا اور صدر بننے کے اعلانیہ سے پہلے اسکے پاس کوئی سرکاری عہدہ نہیں تھا۔ کاروبار، شوبز، جوے خانے اور دیگر مالی معاملات کو کامیابی سے چلاتے ہوئے اپنے ملک کے انگریز یا سفید فام لوگوں کے خدشات اور معاملات احسن طریقے سے سمجھ چکا تھا۔ یہی وہ بنیادی فرق ہے جسے اسکے سیاسی مخالفین آخر دم تک سمجھ نہ پائے اور ایسے لگا کہ ڈونلڈ ٹرمپ اچانک جیت گیا ہے۔ بلکہ بقول چند ممالک کے، غلطی سے جیت گیا ہے۔

ٹرمپ کا پہلا انتخابی نکتہ تھا کہ غیر قانونی امیگریشن کو ختم ہونا چاہیے۔ اگر امریکہ جاتے رہتے ہیں تو آپکو اس مسئلہ کی سنگینی کا فوری ادراک ہو جائیگا۔ پوری دنیا سے قانونی اور غیر قانونی طریقے سے امریکہ پہنچنے کا ایک جنون موجود ہے۔ دور مت جایئے۔ اپنے ملک کا تعصب کے بغیر سروے کروایئے۔ معاف کیجئے، تعصب کے بغیر ہمارے ملک میں کوئی سروے خیر سے ممکن ہی نہیں ہے۔ پھر بھی کوشش کیجئے۔ نوجوان نسل کا نوے فیصد سے زیادہ حصہ یورپ اور امریکہ جانا چاہتا ہے۔ قانونی طریقے سے تو چند فیصد لوگ ہی امریکہ جا سکتے ہیں۔ مگر غیر قانونی طریقے سے جانے کا رجحان بہت زیادہ ہے۔ پوری دنیا کا یہی حال ہے۔ امریکہ میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اپنے خواب پورے کرنے جاتے ہیں۔ یہ کتنے مکمل ہوتے ہیں، یہ ایک الگ بحث ہے۔ پوری دنیا میں اربوں ڈالر کی ایک غیر قانونی کاروباری دنیا ہے۔ جو ہر طریقے سے لوگوں کو امریکہ لیکر جاتی ہے۔ اس میں تاجر، وکلاء، جہازوں کا عملہ اور دیگر شعبوں کے لوگ شامل ہیں۔ ان غیر قانونی منتقل شدہ لوگوں نے پورے امریکہ میں مقامی لوگوں کیلئے انتہائی مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ جہاں ایک امریکی پندرہ ڈالر فی گھنٹہ لیکر کام کرتا ہے۔ وہاں یہ لوگ پانچ ڈالر میں بھی کام کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی تنخواہ اس درجہ کم رکھی ہے کہ مقامی لوگ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ سب کچھ غیر قانونی ہے مگر منافع اس درجہ کشش رکھتا ہے کہ امریکہ میں ادنیٰ کاموں کیلئے غیر قانونی طور پر رہنے والے لوگ بہت سود مند ہیں۔ ٹرمپ کو اس اَمر کا بخوبی اندازہ تھا کہ مقامی سفید فام اس صورتحال سے کس درجہ تنگ ہیں۔ مگر کوئی ذکر نہیں کرتا تھا۔ پہلی بار ٹرمپ نے اس جذبہ کو بھرپور زبان دی اور اسے الیکشن کے نعرے میں بدل ڈالا۔ ہیلری کلنٹن کی پوری انتخابی ٹیم اس موثر تدبیر کو سمجھنے سے مکمل قاصر رہی۔ بلکہ اکثر مقامات پر ٹرمپ کو نسلی تعصب کا طعنہ بھی دیتے رہے۔ یہ حکمتِ عملی ٹرمپ کو کامیابی کے زینے پر لے گئی۔

دوسرا نعرہ بھی بہت زیادہ توجہ کا حامل ہوا۔ ٹرمپ نے اعلان کیا کہ جتنے بھی سرمایہ دار اپنے کارخانہ یا دیگر کاروبار امریکہ سے باہر لے گئے ہیں، انہیں صرف اس بنیاد پر واپس لایا جائیگا کہ وہ مقامی امریکیوں کو اپنے ملک میں عزت دار نوکری دے سکیں۔ یاد رہے کہ امریکی کاروباری ادارے چین یا ہندوستان اسلیے منتقل ہوئے ہیں کہ ان ملکوں میں مزدور یا کام کرنے والے کی تنخواہ امریکہ کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ مگر اسکا دوسرا پہلو یہ ہے کہ دوسرے ملکوں میں منتقل ہونے والے کاروبار امریکہ کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو نوکریاں نہیں دیتے۔ امریکہ میں بے روزگاری کی شرح پانچ فیصد کے قریب ہے۔ ٹرمپ سمجھ چکا تھا کہ کروڑوں بے روزگار لوگوں کیلئے اسکا نعرہ بہت

زیادہ پسندیدہ ہوگا۔اعلان پرہیلری کلنٹن کی ٹیم نے خوب مذاق اُڑایا۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہوگا کہ چین اور دیگر ممالک میں کام کرنے والی کمپنیاں اپنے ملک میں واپس آسکیں۔ بیروزگار لوگوں کے علاوہ امریکہ کے نیم خواندہ طبقے نے اس نعرے کو اپنے ذہن پر نقش کرلیا۔ٹرمپ کا یہ نعرہ کہ "میں کم پڑھے لکھے لوگوں کا لیڈر ہوں" انتہائی منفرد مگر پُرکشش تھا۔ٹرمپ سمجھ چکا تھا کہ بے روزگاری اور نیم خواندہ لوگوں کے مسائل صرف ایک طریقے سے حل ہوسکتے ہیں کہ انہیں مناسب روزگار مہیا کیا جائے۔سفید فام امریکیوں کیلئے یہ ایک خواب کے پورا ہونے کے مترادف تھا۔کلنٹن نے نچلی سطح کے لوگوں کے مسائل جاننے اور سمجھنے سے مکمل اجتناب کیا۔

تیسرا نعرہ بھی غور طلب ہے۔ٹرمپ نے اعلان کیا کہ اوبامہ کی حکومت نے پورے ملک کو قرضوں میں ڈبو کر رکھ ڈالا ہے۔ چودہ ٹریلین ڈالر کا قرضہ پوری امریکی معیشت کا 76 فیصد ہو چکا ہے۔ پیداوار اور ذرائع پیداوار میں کمی کا سارا بوجھ ٹرمپ نے امریکہ کی بین الاقوامی مہمات اور جنگوں پر ڈال دیا۔اسکے نزدیک عراق، لیبیا، مصر، افغانستان میں جنگوں نے امریکی معیشت کو اندورنی طور پر کھوکھلا کر دیا ہے۔ان بے مقصد لڑائیوں میں ہزاروں امریکی نوجوان بھی مارے گئے اور حاصل بھی کچھ نہ ہوا۔ بنیادی طور پر ٹرمپ یہ کہہ رہا تھا کہ پہلے حکومت اپنی معیشت کو جاندار بنائے۔اسکے بعد بین الاقوامی سطح پر اس خون ریزی کی طرف توجہ دے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ حکومت قرضے لے لے کر باہر امداد دے، غیر منطقی جنگوں میں فریق بن جائے اور اپنا نقصان بڑھاتی جائے۔مشکل اَمر یہ بھی ہے کہ بلا کی خون ریزی اس وقت اپنے عروج پر پہنچی جس وقت ہیلری وزیر خارجہ تھی۔یعنی ان بے مقصد اور انسان کُش جنگوں میں ہیلری کی براہِ راست مشاورت شامل تھی۔ٹرمپ اس بنیادی نکتہ کو سنجیدگی سے سمجھ چکا تھا۔اسے علم تھا کہ جنگیں نہ صرف ملکی معیشت کو تباہ کر رہی ہیں بلکہ یہ مقامی آبادی کیلئے بھی بیزاری کا باعث بن رہی ہیں۔غیر ملکی جنگوں سے اندورنی لاء اینڈ آرڈر بھی متاثر ہو رہا تھا۔

لاء اینڈ آرڈر پر ٹرمپ نے اتنی حیران کن بات کی، شروع میں ایک مذاق لگتا تھا۔ یہ درست ہے کہ میکسیکو اور دیگر علاقائی ریاستوں سے لوگ غیر قانونی طریقے سے امریکہ آتے ہیں۔ان سے جرائم اور دیگر مسائل میں بہت اضافہ ہوجاتا ہے۔ٹرمپ نے اعلان کیا کہ میکسیکو اور امریکہ کے درمیان ایک دیوار بنا دیگا اور اسکے مالی وسائل میکسیکو مہیا کریگا۔لوگوں نے اس اعلان پر قہقہے لگائے۔ٹرمپ کو سرِ عام گالیاں دی گئیں۔اسے حد درجہ تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ بادی النظر تو اس اعلان یا نعرے میں تعصب نظر آتا ہے۔شائد ہو بھی مگر معروضی طریقے سے دیکھا جائے تو میکسیکو کی بین الاقوامی سرحد کے ساتھ والی امریکی ریاستیں، شدید جرائم کا شکار ہیں۔ جرائم کی بنیادی وجہ یہی تارکین وطن ہیں جو سینٹرل امریکہ سے ہوتے ہوتے میکسیکو کے ذریعے امریکہ پہنچ جاتے ہیں۔امریکہ کی مقامی آبادی کیلئے یہ نعرہ انتہائی دلکش تھا کہ میکسیکو اور امریکہ کے درمیان دیوار بننے سے غیر قانونی طور پر لوگ نہیں آپائینگے اور جرائم میں خاطر خواہ کمی آجائیگی۔ہیلری کلنٹن کی پوری ٹیم اس اعلان کی بنیاد یا جڑ تک نہیں پہنچ سکی۔ٹرمپ کو ایک احمق قرار دیا گیا۔مگر وہ بیوقوف ہرگز نہیں تھا۔اسکا ہاتھ تو مقامی لوگوں خصوصاً انگریزوں کی نبض پر تھا۔ٹرمپ بخوبی سمجھ چکا تھا کہ جرائم سے تنگ لوگ اسے ووٹ ڈالینگے۔ بالکل یہی ہوا، فلوردا کی سٹیٹ نے اپنا پورا وزن ٹرمپ کے بیلٹ بوکس میں ڈال دیا۔میکسیکو کے لوگوں کے جرائم سے تنگ سفید فام لوگوں کی تمام ریاستیں ٹرمپ کے پیچھے کھڑی ہوگئیں۔ہیلری اس تبدیلی کی اصل وجہ سمجھنے سے قاصر رہی۔

ٹرمپ کا چوتھا اعلان دہشت گردی کے متعلق تھا۔ دہشت گردی کو براہِ راست مسلمانوں سے منسوب کر دیا گیا۔ دس گیارہ مہینے پہلے ٹرمپ نے ایک عجیب سا بیان دے ڈالا کہ مسلمانوں کو امریکہ آنے کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ مسلمان ملکوں کے شور و غوغا کے بعد اس میں یہ تبدیلی کی گئی کہ مسلمان ممالک جو دہشت گردی میں ملوث ہیں، وہاں سے لوگوں کو امریکہ نہیں آنے دیا جائیگا۔ اس بیان میں پھر تبدیلی کی گئی کہ ان مسلمان ممالک سے غیر قانونی طور پر لوگوں کے آنے پر پابندی لگائی جائیگی۔ ان پر انتہائی سنجیدہ تجزیے کی ضرورت ہے۔ آپ سے سوال کرتا ہوں۔ یہودی یہودیوں سے نہیں لڑ رہے، مسیحی اپنے ہم مذہبوں سے حالت جنگ میں نہیں ہیں۔ ہندو اپنے ہم مذہبوں سے کسی طور پر نہیں لڑ رہے یہ اعزاز صرف مسلمانوں یعنی ہمارے پاس ہے کہ ہم ہر جگہ آپس میں فرقہ کی بنیاد پر بھی لڑ رہے ہیں۔ ہمارے دو ممالک فرقے کی بنیاد پر جنگ کو بڑھاوا دے رہے ہیں۔ ہمارے کئی مسلمان ممالک خانہ جنگی کی کیفیت میں ہیں۔ ساتھ ساتھ ایک انتہائی مخصوص اقلیت پوری مہذب دنیا کی اینٹ سے اینٹ بجانا چاہتی ہے۔ اس میں امریکہ کی تباہی سرفہرست رکھی گئی ہے۔ القاعدہ اور آئی ایس آئی ایس سرِ عام اعلان کر رہی ہے کہ امریکہ کو تباہ کر دیگی۔ ان حالات میں ٹرمپ کا دہشت گردی کا نعرہ بھی سفید فام امریکیوں کیلئے بہت دلکش تھا اور ہے۔ یہ ایک دوسری بات ہے کہ اسلام کو سمجھنے والے جانتے ہیں کہ اسلام کا بطور مذہب دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر امریکہ میں سفید فام اکثریت اسلام کا وہ ادراک نہیں رکھتی جس سے اسلام کے امن پسند ہونے پر یقین کر سکیں۔ ٹرمپ نے خوف اور دہشت گردی کو اتنا ملا جلا دیا کہ لوگ اسکی طرف مائل ہو گئے کہ یہ ایک مضبوط صدر بنکر دہشت گردی سے نجات دلوا دیگا۔ مگر یہ دیکھنے کی بات ہے کہ عملاً کیا ہوتا ہے۔ ہیلری کلنٹن یہ سمجھنے سے بھی قاصر رہی کہ دہشت گردی امریکہ کے سفید فام لوگوں کیلئے ایک سنگین مسئلہ بن چکی ہے اور اسے محض بیانات سے حل نہیں کیا جا سکتا۔

چار اعلانات کے بعد ٹرمپ نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ امریکہ کو دوبارہ ایک عظیم ملک بنا دیگا۔ یہ نعرہ بھی ہر امریکی محبِّ وطن کیلئے انتہائی خوشگوار تھا۔ آپ تھوڑی دیر کیلئے امریکی شہری بنکر سوچیے کہ ان دیدہ زیب اعلانات کے بعد کس کو ووٹ ڈالینگے۔ ذہن میں رہنا چاہیے کہ تمام اقلیتیں ٹرمپ کے خلاف تھیں۔ اس میں ہر قومیت کے لوگ موجود تھے۔ ہیلری کو ان اقلیتوں کی بھرپور حمایت حاصل تھی۔ مگر وہ سفید فام اکثریت کے ذہن اور خدشات کو پڑھ نہ سکی۔ ٹرمپ نے اپنی انتخابی مہم میں بے شمار ادنیٰ باتیں کیں۔ مگر اس نے اپنے نکات کو قطعاً تبدیل نہیں کیا۔ سفید فام لوگوں کا ذہن صرف اور صرف ٹرمپ نے پڑھا۔ فتح کے اعلان کے بعد ٹرمپ دل میں قہقہے ضرور لگا رہا ہوگا کہ اپنے معاشرہ کے مسائل پر ہیلری کی گرفت اور تجزیہ کس درجہ سطحی تھا کہ اس جیسا غیر سیاسی شخص وائٹ ہاؤس پہنچ گیا۔ آپ ٹرمپ کی جگہ ہوتے تو شائد آپ بھی اپنے مدِ مقابل کی نااہلی دیکھ کر ہنس رہے ہوتے!

راؤ منظر حیات